پس طبقہ دوم کے علماء کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ چونکہ برصغیر میں پہلی دفعہ انگریزوں نے پیشہ قانون وجود میں لایا تھا۔ جب انگریزوں نے زمام اقتدار مغل تاجروں کے ہاتھوں سے چھین لی تو انہوں نے نیا عدالتی نظام وضع کیا۔ قبل ازیں سوا تین صدیوں سے اسلامی قوانین برصغیر میں رائج چلے آ رہے تھے۔ جن میں متعارف پیشہ وکالت کا وجود نہیں تھا اس لئے وہ مروجہ پیشہ وکالت کے خاتمے پر زور دیتے ہیں۔

## تجاویز:

۱۔ پیشہ وکالت کی اصلاح یا انسداد سے متعلق ہر دو طبقات نے جو تجاویز و سفارشات پیش کی ہیں قابل قدر ہیں۔ ان سے استفادہ ناگزیر ہے۔ علاوہ ازیں ایک تجویز یہ بھی ہے کہ امت مسلمہ کے جید علماء وفقہاءٔ آئمہ مجتہدین اور اسلامی ماہرین قانون اجتماعی طور پر اجتہاد کے ذریعے اس مسئلے کا حل نکال سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں جو متبادل نظام پیش کیا جائے گا وہی قابل اعتبار ہوگا۔ نیز اس سلسلے میں ان جدید ماہرین قانون سے بھی مشاورت کی جاسکتی ہے جو مخلص اور پرہیز گار مسلمان ہوں۔

۲۔ اس مسئلے کا حل تلاش کرنے کی غرض سے مختلف مسلم ممالک میں مروج نظام ہائے عدالت اور ان کے تجربات سے بھی فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔

## ماحصل:

میں نے اپنے تحقیقی مقالہ میں پیشہ وکالت کی شرعی حیثیت کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ وکالت کی دو بڑی قسمیں ہیں یعنی (۱) وکالت قبضہ اور (۲) وکالت خصومت۔ وکالۃ بالخصومہ سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نالش کرنے اور حق ثابت کرنے کے لئے کسی شخص کو اپنا وکیل مقرر کردے تو ایسے وکیل کو وکیل خصومت (Agent in Suit or Attornery in Litigation) کہتے ہیں۔ وکالۃ بالخصومہ کی بھی دو صورتیں ہیں (۱) پیشہ ورانہ وکالت اور (۲) غیر پیشہ ورانہ وکالت قسم دوم یعنی غیر پیشہ ورانہ وکالت کے جواز پر علماء کا اتفاق ہے۔ اس قسم کی وکالت کی تفصیل یہ ہے مثلاً اگر کوئی شخص خود اپنے حق کے وصول کرنے کی کارروائی نہیں کرسکتا تو وہ کسی دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے یعنی اپنی جگہ کسی رشتہ دار، دوست یا کسی بااعتماد خیر خواہ کو وکالت

کی ذمہ داری سونپ سکتا ہے۔اس طرح کی وکالت سے متعلق علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے۔وکالت خصومت کی دوسری صورت پیشہ ورانہ وکالت ہے جو تمام علماء اور ماہرین قانون کے نزدیک ناپسندیدہ ہے بعض علماء اس کی اصلاح کے قائل ہیں جبکہ بعض نے اس کے انسداد پر زور دیا ہے اور اس کا متبادل نظام بھی پیش کیا ہے۔محقق کے خیال میں یہ نہایت اہم عصری مسئلہ ہے۔اس کا حل یوں تلاش کیا جا سکتا ہے کہ امت مسلمہ کے جید علماء وفقہاء اور آئمہ مجتہدین کے سامنے اس مسئلے کو پیش کیا جائے تا کہ ان سب کا اس پر اجماع ہو۔چنانچہ متفقہ طور پر اجتہاد کے ذریعے جو فیصلہ کیا جائے گا وہی قابل اعتبار اور شرعی حجت ہوگا۔

حوالہ جات:


۱۔ القرآن ۴ : ۳۵ ؛ القرآن ۱۸:۱۹

۲۔ البخاری، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل (م ۲۵۶ء)، الجامع الصحیح ، کتاب الوکالة

۳۔ إبن الهمام السوسی الإسکندری، محمد بن همام الدین عبدالوحید بن عبدالحمید (م ۸۶۱ھ / ۱۴۵۷ء)، فتح القدیر فی شرح الهدایة ، دارالفکر ، بیروت، لبنان، ت ن ، ۷ / ۴۹۹

۴۔ الکاسانی، أبوبکر بن مسعود (م ۵۸۷ھ / ۱۱۹۱ء)، کتاب بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دارالکتاب العربی، بیروت، لبنان، ۱۴۰۲ھ، ۶/۲۲

۵۔ القرآن ۴:۱۰۵

۶۔ رپورٹ اسلامی نظام عدل، اسلام آباد ۲۶ فروری ۱۹۸۴ء ص ۷۷

۷۔ ایضاً

۸۔ ایضاً، ص ۷۸

۹۔ ایضاً

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ ایضاً، ص ۷۹

۱۲۔ ایضاً، ص ۸۰

۱۳۔ ایضاً، ص ۸۱

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۱۳۔۱۱۴

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۱۵

۱۶۔ ابوالاعلیٰ مودودی، سید (م ۱۹۷۸ء)، اسلامی قانون، اسلامک پبلیکیشنز (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور، جنوری ۱۹۹۲ء، ص ۶۶۔۶۷

۱۷۔ ایضاً، ص ۶۷۔۶۸

۱۸۔ ایضاً، ص ۶۵۔۶۶

۱۹۔ تھانوی، مولانا ظفر احمد، اعلاء السنن، م ن، ۱۸ جنوری ۱۹۸۴، ۱۵/۳۱۳

۲۰۔ سید ابوالاعلیٰ مودودی، اسلامی قانون، ص ۶۸۔۶۹

۲۱۔ ایضاً، ص ۶۹۔۷۰

# قرآن وحدیث کے حوالہ سے حجیت استحسان کا تحقیقی مطالعہ

ڈاکٹر زینت ہارون*

ملخص:

استحسان کی حجیت کے سلسلے میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک یہ ایک شرعی دلیل ہے اور قابل حجت ہے لہٰذا استحسان کے ذریعے جو احکامات حاصل ہوتے ہیں وہ یا تو قیاس ظاہر کے مقابلے میں ہوتے یا پھر عموم النص اور استثنائی صورت میں جب کہ امام شافعی استحسان کو نہ تو شرعی دلیل مانتے ہیں اور نہ ہی ان کے نزدیک استحسان قابل حجت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ استحسان ایک شرعی مصدر ہے جس کی بنیاد قرآن و حدیث، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم، اجماع، قیاس ضرورت، حاجت اور مصلحت پر ہے اس اعتبار سے استحسان قطعی اور یقینی ہے۔ یعنی استحسان کی حجیت محض عقلی دلیل سے نہیں بلکہ شریعت کی بے شمار نصوص اور کلی استقراء سے ثابت ہے۔ زیر نظر مضمون میں قرآن و حدیث کے حوالہ سے حجیت استحسان کا تحقیقی مطالعہ پیش کیا جارہا ہے۔

**حجیت استحسان اور قرآن:**

حجیت استحسان کے سلسلے میں قرآن کریم کی حسبِ ذیل آیات کو دلیل کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه (۱)

ترجمہ: میرے ان بندوں کو خوشخبری دے دیجئے جو بات سنتے ہیں پھر ان میں بہتر کی پیروی کرتے ہیں۔

واتبعوا احسن ماانزل الیکم من ربکم (۲)

ترجمہ: اتباع کرو بہتر کی جو نازل کیا تمہارے لیے تمہارے رب کی طرف سے۔

---

* معاون استاد، شعبہ القرآن والسنۃ، جامعہ کراچی۔

عدنان محمد جمعہ لکھتے ہیں:

فالآیة الاولی تمدح آلآخذین بالا حسن ، والثانیة باتباع احسن ما ینذل الینا من الله تعالی من الا حکام الشرعیة، وذالک هو الا ستحسان (۳)

ترجمہ: گویا پہلی آیت میں اللہ تعالی نے احسن کی اتباع کرنے والوں کی مدح بیان فرمائی ہے۔اور دوسری آیت میں احسن کی اتباع کا حکم دیا جو اللہ تعالی نے احکام شریعت کی صورت میں ہماری طرف نازل فرمائی ہے اور یہی استحسان ہے۔

**یرید الله بکم الیسر ولا یریدبکم العسر (۴)**

ترجمہ: اللہ تمہارے ساتھ آسانی چاہتا ہے اور تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا۔

اس آیت میں یسر کو مثبت اور منفی دونوں طریقوں سے واضح کیا ہے مجتہدین قرآن و حدیث کے عمومی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے امت کے لیے آسانی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور خوب سے خوب تر کے لیے جستجو کرتے رہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے:

ما جعل علیکم فی الدین من حرج (۵)

ترجمہ: اللہ تعالی نے دین میں تم پر کوئی تنگی نہیں کی ہے۔

استحسان کی بنیاد یسر اور رفع حرج پر ہے جس کے لیے اس آیت میں واضح ثبوت ہے۔

استاد شبلی لکھتے ہیں:

ان النصوص الا ستثنائیة مع اتفاقها علی التخفیف ورفع الحرج تختلف فی التعبیر عن الحکم المستثنی فمنها یعبر باداةالاستنار ، ومنها ما یرفع الجناح والموا خذة اذاکان الحکم الاصلی تحریما الاشیاء معینةومنها ما یرسم طریقة العمل الاستثنائی ان کان التشریع عملا واجباکما انه فی بعض المواضع یاتی الحکم الاستثنائیة الحکم الاصلی فی نص واحد وفی بعضها یجیء کل حکم منها فی خاص یتاخر نص الحکم المستثنی عن نص الآ خر. (۶)

ترجمہ: نصوص استثنائیہ کے متعلق یہ اتفاق ہے کہ وہ بندوں پر تخفیف اور رفع حرج کے لیے وارد ہوئی ہیں تاہم ان کی تعبیر اور استثنائی کے حکم کے متعلق اختلاف ہے بعض ان کو الفاظ سند سے تعبیر کرتے ہیں اور بعض گناہ اور مؤاخذے کے رفع سے تعبیر کرتے ہیں جبکہ کسی معین چیز کی تحریم کا حکم ہو۔اور بعض استثنائی عمل کی طرف رہنمائی قرار دیتے ہیں اگر تشریع عملا ضروری ہو جیسے کہ بعض جگہ ایک ہی

نص میں اصلی اور استثنائی حکم وارد ہوا ہے اور بعض جگہ ان دونوں کے لیے خاص نص میں حکم آیا ہے ۔متاخرنص سے پہلے کو مستثنی قرار دیا گیا ہے۔

قرآن مجید نے بعض حالات میں عمومی حکم سے ہٹ کر خاص حالات کے لیے استثنائی حکم دیا ہے جس طرح سفر میں یا دشمن سے خطرے کی حالات میں نماز قصر کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے اور اسی طرح سفر میں روزہ نہ رکھنے کی سہولت بھی دی ہے جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے

واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا ان الکافرین کانوا لکم عدوا مبینا (۷)

ترجمہ: اور جب تم زمین میں سفر کرو تو تم پر گناہ نہیں کہ بعض نمازیں قصر سے پڑھو اگر تمہیں اندیشہ ہو کافر تمہیں ایذادیں گے۔ بے شک کفار تمہارے کھلے دشمن ہیں۔

بعض ایسے اضطراری حالات ہوتے ہیں جہاں انسان کو عام زندگی سے ہٹ کر کچھ نرمی اور تخفیف کی ضرورت ہوتی ہے لہذا انہی ضروریات اور حاجات کو پورا کرنے کے لیے قرآن مجید میں کئی استثنائی احکام بیان کیے ہیں تا کہ کہیں انسان کسی عظیم مشقت کا شکار نہ ہو جائے جو اس کی طاقت سے زیادہ ہو، مثلاً عام حالات میں مردار اشیاء کا استعمال قطعا حرام ہے لیکن اضطراری حالت میں جہاں انسان کی بقا کا مسئلہ ہو تو وہاں جان بچانے کے لئے اس حرام کردہ چیز کے استعمال کی اجازت دی ہے۔

انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اهل به لغیر الله فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیه ان الله غفور رحیم (۸)

ترجمہ: اس نے تم پر حرام کیے ہیں مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جو غیر خدا کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو تو جو ناچار ہو نہ یوں کہ خواہش سے کھائے اور نہ یوں کہ ضرورت سے آگے بڑھے تو اس پر گناہ نہیں بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہاں عمومی حکم سے عدول کر کے خاص اضطراری کیفیت میں ان مذکورہ چیزوں کو انسان کے لئے مباح کر دیا گیا ہے۔(۹) سفر کی حالت میں دوران سفر روزہ چونکہ مشقت کا باعث بنتا ہے لہذا اس میں اس بات کی اجازت ہے کہ اگر کوئی شخص روزہ نہ رکھے تو اس پر کوئی گرفت نہیں اسی طرح شدید بیماری میں بھی روزہ ترک کرنے کی اجازت ہے چنانچہ ارشاد خداوندی ہے

فمن شهد منکم الشهر فلیصمه ومن کان مریضا او علی سفر فعدة من ایام اخر یرید الله بکم الیسر ولا یرید بکم العسر ولتکملوا العدة ولتکبروا الله علی ماهداکم ولعلکم تشکرون(۱۰)

ترجمہ: تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے تو ضرور اس کے روزہ رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا، اور اس لئے کہ تم گنتی پوری کرو اور اللہ کی بڑائی بولو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی تا کہ تم شکر گزار رہو۔

وصیت کی صحت کے متعلق استاد ابوالعینین بدران لکھتے ہیں:

الوصية فانها تمليك مضاف الى حال زوال الملكيةوهو ما بعد الموت ، والاصل فى التمليك الشرعى ان لايضاف الى زمن زوال الملك . وكان مقتضى ذالك عدم صحة الوصية لكنها صحت استحسانا بسنن ورود النص بذالك (١١) وهو قوله تعالى : من بعد وصية يوصى بها اودين (١٢)

ترجمہ: وصیت کی تملیک موصی کے زوال ملک کی جانب مضاف ہوتی ہے اور زوال ملک اس وقت ہوگی جب موصی کی موت واقع ہو جائے۔ شرعی تملیک کے لئے اصل قاعدہ یہ ہے کہ زوال ملک کسی زمانہ کی طرف مضاف نہ ہو، چنانچہ اس قاعدے کی رو سے وصیت کی صحت درست نہیں، لیکن استحساناً اس کی صحت کو تسلیم کیا گیا ہے، اور اس سلسلے میں نص بھی واقع ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد (ورثاء میں ترکہ تقسیم کیا جائے)۔''

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو بدکاری میں دیکھتا ہے اور اس کے لئے عام قرآنی اصول یہ ہے کہ اپنے دعوے کو صحیح ثابت کرنے کے لئے چار گواہ پیش کرے۔ لیکن ایسی صورت میں جبکہ مرد کے پاس چار گواہ نہیں تو اس صورت میں ''لعان'' کا حکم دیا ہے تاکہ مرد غیرت وحمیت کی آگ میں جل کر خاکستر نہ ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

والذين يرمون ازواجهم ولم يكن لم شهداء الا انفسهم فشهادة احدهم اربع شهادات بالله انه لمن الصادقين ☆ والخامسة ان لعنة الله عليه ان كان من الكاذبين ☆ ويدرا عنها العذاب ان تشهد اربع شهادات بالله انه لمن الكاذبين ☆ والخامسة ان غضب الله عليه ان كان من الصادقين ☆ (١١)

ترجمہ: اور جو عورتوں کو عیب لگائیں اور ان کے پاس اپنے بیان کے سواء گواہ نہ ہوں تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہ اللہ کی لعنت ہو اس پر وہ اگر جھوٹا ہو۔ اور عورت سے یوں سزا ٹل جائے گی کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی دے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں یوں کہ عورت پر اللہ کا غضب ہو اگر مرد سچا ہو۔

امام رازی اس آیت کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

وهذه الآ ية الكريمة فيها فرج للازواج وزيادة مخرج (۱۲)
ترجمہ: اس آیت کریمہ میں میاں بیوی کے لئے آسانی کا دروازہ کھول دیا ہے بلکہ بہت زیادہ کشادگی رکھی گئی ہے۔
استاد شبلی لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں جتنے بھی مستثنیات احکام موجود ہیں وہ سب استحسان ہی سے متعلق ہیں۔ لکھتے ہیں:
هـذه الـمستثنيـات كـلهـا سـمـاهـا القائلون بالا ستحسان استحسانا والمنكر معترف بالاستثناء فيها. (۱۳)
ترجمہ: ان تمام مستثنیات کا نام قائلین استحسان رکھا ہے۔ اور استحسان کے منکرین ان مستثنیات کے معترف ہیں۔
وامر قومک یاخذوا باحسنها (۱۴)
ترجمہ: اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتیں اختیار کریں۔

وقوله تعالى : " الله نزل احسن الحديث " هو ما تستحنه عقولهم (۱۵)
ترجمہ: اللہ تعالی نے اچھی باتیں نازل فرمائی ہیں، اس سے مراد کسی چیز کو ازوائے عقل اچھا سمجھا جائے۔
علامہ آمدی یہ مثال دیتے ہیں:
اما الكتاب فكما فى قول القائل مالى صدقة ، فان القياس لزوم التصديق بكل مال ، وقد استحسن تخصيص ذالک بمال الزكاة كما فى قوله تعالى ( خذ من اموالهم صدقة ( ۱٦ ) ولم يردبه سوى مال الزكاة ( ۱۷ )
ترجمہ: اور کتاب سے قرآن مجید میں اس کی مثال یوں ہے: جس طرح کوئی شخص یہ کہے کہ میرا مال صدقہ ہے، قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ اس سے سارا مال صدقہ کرنا لازمی ہے لیکن استحسانا مال زکوۃ کے ساتھ تخصیص ہے۔
اس کا ثبوت قرآن کریم کی یہ آیت ہے (اے رسول ﷺ) آپ ان سے زکوۃ وصول کیجئے۔ اس سے مراد مال زکوۃ کے سواء اور کچھ بھی نہیں۔
قرآن کریم کے متعہ کے بارے میں جس کی رخصتی سے قبل طلاق ہوگئی ہو ارشاد فرمایا ہے:
متاعا بالمعروف حقا على المحسنين (۱۸)

ترجمہ : حسب دستور کچھ برتنے کی چیز یہ واجب ہے بھلائی والوں پر۔
اس آیت کے ضمن میں امام سرخسی لکھتے ہیں:

او جب ذالک بحسب الیسار والعسرة وشرط ان یکون المعروف . فعرفناان المراد ما یعرف الاستحسانہ بغالب الرای(۱۹)

ترجمہ:عورت کے لئے متعہ یعنی کچھ دے دینالازمی ہے خواہ تنگی کی حالت میں ہو یا فراخی وآسانی کی صورت ہو،اوراس میں شرط یہ ہے کہ معروف طریقہ سے عورت کو کچھ دے دیا جائے۔اس سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ معروف طریقہ استحسانا غالب رائے سے ہی ہوسکتا ہے۔

وعلی المولودلہ رزقھن وکسوتھن بالمعروف. (۲۰) ولا یظن باحد من الفقھاء انہ یخالف ھذا النوع من الا ستحسان. (۲۱)

ترجمہ:اور جس کا بچہ اس پرعورتوں کا کھانا اور پہننا ہے حسب دستور۔استحسان کی اس نوع میں فقہاء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

ولا سبیل الی اثبات المعروف من ذالک الا من طریق لا جتھاد فسمی اصحابناھذا الضرب من الاجتھاد استحسانا ولیس فی معنی خلاف بین الفقھاء. (۲۲)

ترجمہ:معروف صورت کو ثابت کرنے کے لئے طریق اجتہاد کے سواء کوئی سبیل نہیں اوراجتہاد کی اس قسم کو ہمارے اصحاب (احناف) استحسان کا نام دیتے ہیں اوراس معنی میں فقہا کے درمیان کوئی اختلاف نہیں۔

حضورﷺ کا قول وفعل اور تقریر خواہ مبنی بروحی ہو یا اجتہاد ہو واجب الاتباع ہے۔آپﷺ نے جو بھی فیصلے فرمائے یا کسی امر کا حکم دیا خصوصاً اجتہادی مسائل کے سلسلے میں آپﷺ نے ظاہر کو ترک کر کے کسی نہ کسی مصلحت،ضرورت اور حاجت کو سامنے رکھتے ہوئے استثنائی حکم دیا بعد میں فقہاء نے انہی اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے مسائل کا استنباط کیا جس کا نام استحسان رکھا گیا۔حجیت استحسان کے سلسلے میں رحمۃ العلمین حضرت محمدﷺ کے حسب ذیل فرمودات بطور دلیل پیش کئے جاسکتے ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے رسول اللہﷺ سے روایت کیا ہے جس میں رسولﷺ نے ارشادفرمایا:

ماراہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن۔(۲۳)

ترجمہ: مسلمان جس شئے کو اچھا سمجھیں اللہ تعالی کے نزدیک وہ چیز اچھی ہوتی ہے۔

امام محمدؒ نے اس حدیث کو مرفوعاً نقل کیا ہے اور امام احمد حنبلؒ نے موقوفاً بیان کیا ہے۔ (۲۴)

(۲) حضرت ابوموسی اشعریؓ کی روایت ہے کہ جب رسول ﷺ کسی صحابی کو حاکم بنا کر کہیں بھیجتے تھے تو اسے یہ ارشاد فرماتے:

**یسروا ولا تعسروا وبشروا ولا تنفروا (۲۵)**

ترجمہ: تم لوگوں کے ساتھ نرمی وآسانی کرنا دشواری ومشکل میں نہ ڈالنا، انہیں خوشخبری سنانا انہیں متنفر نہ کرنا۔

(۳) اسی طرح حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

**یسروا ولا تعسروا وسکنوا ولا تنفروا (۲۶)**

ترجمہ: تم آسانیاں پیدا کر اور دشواریاں پیدا نہ کرنا اور لوگوں کو تسکین دینا اور نفرت نہ ڈالنا۔

(۴) حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

**انما بعثت میسرین ولم تبعثوا معسرین (۲۷)**

ترجمہ: مجھے اللہ تعالی نے آسانیوں کے لئے مبعوث فرمایا ہے دشواریوں کے لئے نہیں مبعوث فرمایا۔

(۵) حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے فرماتی ہیں کہ:

**وما خیر رسول اللہ ﷺ بین امرین الا اختیار ایسرھما مالم یکن ماثما. (۲۸)**

ترجمہ: رسول ﷺ کو دو امور میں سے کسی ایک کو اختیار کرنا ہوتا تو آپ ﷺ ان دونوں میں سے آسان کو اختیار فرماتے اگر اس میں کوئی گناہ کی بات نہ ہوتی۔

(۶) حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

**ان الدین یسر وان یشآد الدین احد الاغلبہ. (۲۹)**

ترجمہ: دین آسان ہے لیکن جو شخص دین میں مبالغہ کرتا ہے اس پر وہ غالب آجاتا ہے۔

(۷) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا:

**بعثت بالحنفیة السمحة (۳۰)**

ترجمہ: مجھے آسان ترین دین حنیف دے کر مبعوث کیا گیا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

قال رسول ﷺ : احب الدین الی اللہ الحنفیة السمحة(۳۱)

ترجمہ: اللہ کے نزدیک پسندیدہ دین، دین حنیف ہے۔

(۸) آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

لا تبع مالیس عندک (۳۲)

ترجمہ: جو چیز تمھارے پاس نہ ہو اس کی بیع مت کرو۔

بیع وشرا کے سلسلے میں یہ حکم قاعدہ کلیہ کی حیثیت رکھتا ہے کہ جو چیز ہاتھ میں نہ ہو اس کی بیع جائز نہیں ہے، لیکن خود رسول ﷺ نے لوگوں کی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بیع سلم کی رخصت دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

من اسلف فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم واجل معلوم (۳۳)

ترجمہ: اور تم میں سے بیع سلم کرنا چاہے تو اسے چاہیے کہ پیمانہ وزن اور مدت متعین کر کے لے۔

عن سھل بن حثمه ان رسول ﷺ نھی عن التمر بالتمر ورخص فی العریة ان تباع بخرصھا یاکلھا اھلھا رطبا (۳۴)

ترجمہ: سہل ابن حثمہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ثمر کی تمر کے ساتھ بیع کی ممانعت فرمائی لیکن بیع عریہ کی رخصت فرمادی۔

عریہ سے مراد یہ ہے کہ کسی شخص نے ثمر کا باغ خریدا، اس صورت میں کہ وہ اس وزن کے مطابق یا اندازے سے تمر ادا کردے گا۔ بظاہر تو یہ وہی صورت ہے جو حدیث میں مذکور ہے کہ تر پھل کا تبادلہ خشک پھل سے کیا جائے۔ اس میں تو بالکل واضح سود ہے، لیکن اہل عرب کے ہاں یہ دستور تھا کہ وہ لوگ جن کے ہاں باغ نہیں ہوتے تھے وہ اپنے گھر کے استعمال کے لئے یہ سودا طے کرلیا کرتے تھے۔ اس لئے اس ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے بیع عریہ کی اجازت مرحمت فرمائی۔

عن زید بن ثابت ان رسول اللہ ﷺ رخص بعد ذالک بیع العریة بالرطب او التمر ولم یرخص فی غیرہ (۳۵)

ترجمہ: زید بن ثابتؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد بیع العریہ کی اجازت مرحمت فرمائی کہ خشک پھل کی تر پھل کے ساتھ بیع صحیح ہے جب کہ اس کے علاوہ دیگر کسی صورت میں اجازت نہیں ہے۔

اجرت کے سلسلے میں حسین حامد لکھتے ہیں کہ:

والاجارة جازت استحسانا بالنص فانها عقد المنافع وهی معدومة والاصل فی المعدوم عدم صحة تملکه ولا اضافة التملیک الیه ولکن نص ورد یجوزها لحاجة الناس قول علیه السلام. (۳۶)

اعطوا الاجیر اجرة قبل ان یجف عرقه(۳۷)

ترجمہ: اور اجارے کی اجازت استحسانا ہے از روئے نص کے کیونکہ یہ ایک ایسے معاملے پر عقد ہے جس کا منافع معدوم ہے اور جو چیز اصل میں معدوم ہے وہ کسی کے ملک بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی اور نہ ہی ملکیت کی اضافت جائز ہے، لیکن لوگوں کی حاجت کی خاطر اس کے جواز کے متعلق نص وارد ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے قبل اس کی اجرت ادا کردو۔

حالانکہ قیاس کا تقاضہ تو یہ ہے کہ اس بیع میں منفعت معدوم ہے، کیونکہ مزدوری طے کرتے وقت مزدور کا عمل موجود نہیں ہے، لیکن اس نص کی وجہ سے اس معاملے کو جائز قرار دیا ہے۔ (۳۸)

اسی طرح اگر کوئی شخص بھول کے روزہ میں کچھ کھا پی لے تو ظاہری قیاس کا تقاضا تو یہ ہے کہ روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ قاعدہ یہ ہے: لا الشئ لایبقی مع فوات رکنہ۔ یعنی کوئی شئے اس وقت باقی نہیں رہتی جب اس کا کوئی رکن فوت ہو جائے۔ لیکن از روئے نص، استحسانا روزہ فاسد نہیں ہوگا بلکہ ابھی باقی ہے۔ رسول ﷺ نے فرمایا:

اذا نسی فاکل و شرب فلیتم صومه فانما اطعمه الله و سقاه(۳۹)

ترجمہ: جو شخص روزے میں بھول کر کھا پی لے تو وہ اپنا روزہ پورا کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہی اسے کھلایا پلایا ہے۔

عورت کے لیے اپنا پورا بدن ڈھانپا لازمی ہے یعنی سر سے پاؤں تک پردہ کرنا ضروری ہے اور قرآن کریم نے مؤمنین کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی نظر نیچی رکھیں اور غیر کی طرف دیکھنے کو ممنوع قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل للمئومنین یغضو من ابصارهم(۴۰)

ترجمہ: اے محبوب (ﷺ) آپ مومنین سے یہ فرما دیجئے کہ وہ اپنی نظریں نیچی رکھیں۔

لیکن ضرورت کے پیش نظر آنحضرت نے نکاح کی غرض سے کسی اجنبی عورت کو دیکھنے کی رخصت عنایت فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اذا خطب احد کم المراة فان استطاع فان ینظر الی ما یدعوه الی نکاحها(۴۱)

ترجمہ: جب تم سے کوئی ایک آدمی کسی عورت سے نکاح کا خواہش مند ہو تو ممکن ہو تو اس عورت

کو دیکھ لے۔

ایک اور روایت میں ہے:

**اذا لقی اللہ فی قلب مرأ خطبه امراة فلا باس ان ینظر الیها(۴۲)**

ترجمہ: جب کسی شخص کے دل میں اللہ تعالیٰ یہ بات ڈال دے کہ اسے کسی عورت سے نکاح کرنا ہے تو وہ اگر نکاح کی غرض سے اس عورت کو دیکھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

استاد مصطفیٰ شبلی نے کئی احادیث کو ذکر کیا ہے جو استثنائی حالت میں رفع حرج اور جلب منفعت کا سبب ہے۔(۴۳)

قرآن وحدیث میں جتنے بھی استثنائی اور جزی حکم پائے جاتے ہیں ان کے متعلق استاد عدنان محمد جمعہ لکھتے ہیں:

**ففی هذا المثال وما یشابهه عدولعن الحکم الکلی الی حکم استثنائی فی جزئیة، و سندالعدول هو النص الذی اثر عن النبی صلی اللہ علیه وسلم و تسمیة هذا استحسانا تجوز ظاهر، لان الحکم فی الجزئیة ثابت بالنص بالاستحسان(۴۴)**

ترجمہ: ان مثالوں اوران کے مشابہ صورتوں میں حکم کلی سے حکم جزئی یا استثنائی حکم کی طرف عدول کیا گیا ہے، اور سند عدول وہ نص ہے جو نبی کریم ﷺ سے مروی ہے اور اس کا نام استحسان رکھا گیا ہے کیونکہ کسی جزء میں حکم کا ازروئے نص ثابت ہونا ازروئے استحسانا ہے۔

## ماحصل:

حجیت استحسان کے سلسلے میں آیات قرانیہ اور احادیث نبوی ﷺ سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ ساتھ جزئیات بھی بیان کرتا ہے ان جزئیات کی حیثیت قواعد عامہ کی ہے جو بدلتے ہوئے حالات میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ علمائے اصول نے اسے حوالہ سے استحسان کی حجیت کو قرآن وحدیث سے ثابت کیا ہے۔

## حوالہ جات:


۱۔ القرآن ۱۸:۳۹

۲۔ ایضاً ۵۵:۳۹

۳۔ عدنان، محمد جمعہ، رفع الحرج فی الشریعۃ الاسلامیہ، دمشق، مطبعہ دارالامام البجاریہ، ۱۹۷۹ء، ص۱۴۲۔

۴۔ القرآن ۲:۱۸۵

۵۔ ایضاً ۲۲:۷۸

۶۔ شبلی، محمد مصطفیٰ، الفقہ الاسلامی اساس التشریع محولہ بالا، ص ۱۲۸۔

۷۔ القرآن ۴:۱۰۱

۸۔ القرآن ۲:۱۷۲

۹۔ بردیسی، محمد زکریا، اصول الفقہ، محولہ بالا، ص۳۱۹۔

۱۰۔ القرآن ۲:۱۷۵

۱۱۔ بدران، ابوالعینین بدران، اصول الفقہ، محولہ بالا، ص۲۹۰۔

۱۲۔ القرآن ۴:۱۱

۱۳۔ القرآن ۲۴:۶۔۹

۱۴۔ رازی، فخر الدین، امام، تفسیر الکبیر، مصر، مطبعہ البھمیۃ المصریہ ۱۹۳۵ء، ج ۲، ص ۲۶۵

۱۵۔ شبلی، محمد مصطفیٰ، تعلیل الاحکام، مصر، مطبعہ الازہر، ۱۹۴۸ء، ص۲۴۲۔

۱۶۔ القرآن ۷:۱۴۵

۱۷۔ شاطبی، ابراہیم بن موسیٰ، اعتصام، محولہ بالا، ج ۲، ص ۱۱۷

۱۸۔ القرآن ۹:۱۰۳

۱۹۔ آمدی، علی بن ابی علی بن محمد، الاحکام فی اصول الاحکام، محولہ بالا، ج ۳، ص ۱۳۸

۲۰۔ القرآن ۲:۲۳۶

۲۱۔ سرخسی، محمد بن احمد: امام، اصول السرخسی، محولہ بالا، ج ۲، ص۲۰۰

۲۲۔ القرآن ۲:۲۳۳

۲۳۔ سرخسی، محمد بن احمد، امام، ، اصول السرخسی، محولہ بالا، ص۲۰۰

۲۴۔ اتقانی، امیر کاتب بن امیر، کتاب الشامل، مخطوطہ، کراچی، مجلس علمی لائبریری، ج ۸، ص۳۱۲

۲۵۔ الشیبانی، محمد بن الحسن، امام، مئوطا امام محمد، بھارت، مطبع دیوبند، ص۱۴۴۔

۲۶۔ احمد بن حنبل، امام، مسند احمد بن حنبل، بیروت، الکتب، الاسلامیہ، ج ۱، ص ۷۹

۲۷۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، محولہ بالا، ج ۱، ص ۶

۲۸۔ التبریزی، محمد بن عبداللہ، امام، مشکوۃ المصابیح، اسلام آباد، نیشنل بک فاؤنڈیشن، ۱۹۸۵ء، ص ۳۲۳۔
۲۹۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، محولہ بالا، ج ۱، ص ۳۵
۳۰۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، محولہ بالا، ج ۲، ص ۱۰۰۳
۳۱۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۹۶۱ء، ج ۱، ص ۱۰
۳۲۔ احمد بن حنبل، امام، مسند احمد بن حنبل، بیروت، مطبع الکتب الاسلامی، بلاسن طباعت، ج ۵، ص ۲۶۶
۳۳۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، محولہ بالا، ص ۱۰۔
۳۴۔ ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، کراچی، مکتبہ امدادیہ، ۱۳۱۶، ج ۲، ص ۱۳۹
۳۵۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، محولہ بالا، ج ۱، ص ۲۹۲۔
۳۶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، محولہ بالا، ص ۲۹۱۔
۳۷۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، ص۔
۳۸۔ حسان حسین حامد، نظریہ المصلحۃ فی الاسلام، محولہ بالا، ص ۲۹۰۔
۳۹۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابی ماجہ، کراچی، قدیمی کتب خانہ، ۱۴۰۷ھ، ص ۱۷۶۔
۴۰۔ نسفی، عبداللہ بن احمد، کشف الاسرار شرح علی المنار، بیروت، مطبع دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء، ج ۲، ص ۲۹۱۔
۴۱۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، امام، الصحیح البخاری، محولہ بالا، ص ۲۵۹۔
۴۲۔ القرآن ۲۴:۳۰
۴۳۔ ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، محولہ بالا، ۱۴۰۷ھ، ص ۱۳۴۔
۴۴۔ ابن ماجہ، محمد بن یزید، سنن ابن ماجہ، محولہ بالا، ۱۴۰۷ھ، ص ۱۳۴۔
۴۵۔ شبلی، مصطفیٰ، الفقہ الاسلامی اساس التشریعی، محولہ بالا، ص ۱۴۶۔
۴۶۔ عدنان، محمد جمعہ، رفع الحرج فی الشریعہ الاسلامیہ، محولہ بالا، ص ۱۳۲۔

مجلة

# المعا رف الا سلا مية

جا معة كرا تشى

كلية المعا رف الا سلا مية--- جا معة كرا تشى

كرا تشى ٧٥٢٧٠ ، با كستا ن

# Faculty of Islamic Studies
# University of Karachi

## NATIONAL CONFERENCE

ON

**مذہبی رواداری : قومی ضرورت**

Aug./Sept., 2004 (proposed)

&

## INTERNATIONAL CONFERENCE

ON

***TOLERANCE: A GUARANTEE FOR WORLD PEACE***

October, 2004 (proposed)

*Conference Secretariat:*


**Office of the**
**Dean, Faculty of Islamic Studies**
**University of Karachi,**
**KAR 75270(PAK)**
**Phone & Fax: 92-21-9243220**
**Email: dfis@ku.edu.pk**
**http:// www.ku.edu.pk**
**http:// www.fisku.edu.pk**

# محتويات العدد


**كلمة العدد**

**مدير اعلىٰ**

الحاقلة فى ضوء القرآن و السنة النبوية و اقوال الصحابة و اثار التابعين ٥
الدكتور نصير احمد اختر

صفات الداعية الاسلامى فى ضوء السيرة النبوية ٣٧
فى علم الا صو ل

اد/ عبد الروف ظفر